JQSS *(Journal of Quranic and Social Studies)*
2022, 2(2), 39-48

تفسیر الاکلیل فی استنباط التنزیل سے سورہ النساء کے آیت "وَ اُولی الاَمرِ مِنکُم" کا مفہوم اور ایک تجزیاتی مطالعہ

Muhammad Sohail
M. Phil Scholar, Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta

Dr. Shabana Qazi
Assistant Professor, Department of Islamic studies, University of Balochistan, Quetta

Keywords
Surah Al-Nisa , blessed, Jurisprudence, Quran Islamic Ummah, valuable works

Muhammad Sohail, and Dr. Shabana Qazi (2022) An Analytical Study of the Meaning of Surah Al-Nisa's Verse "Wauli al Amr-i-Minkum" from Tafsir Al-Akleel fi Instinbat Al-Tanzil, *JQSS, Journal of Quranic and Social Studies*, 2(2), 39-48.

Abstract: *Allama Jalaluddin Suyuti, is one of those distinguished and praiseworthy personalities. All those noble qualities were present in your blessed self which are a torch for a Jalil-ul-Qadr scholar, He was born in Cairo on 1st Rajab al-Murjab 749 AH / 13 October 1445 AD. Allama Suyuti added valuable works on various sciences and arts, literature and rhetoric, medicine and principles of medicine, jurisprudence and principles of jurisprudence to the knowledge fund of the Islamic Ummah. Especially regarding Quran and Hadith, your services are obvious and unforgettable. Islam commands its believers to build an Islamic state on the basis of which the basic principles on which civilization and political system are built have been mentioned in this Ayat-e-Kareema with the utmost brevity and simplicity. has gone According to Islam, the most important question, the solution of which depends on the well-being and survival of man, is that who is the real center of obedience of man and the real source of power. That is, which entity or which force is it that is necessary for human beings to obey and execute orders, and on this the well-being of human beings depends.*

Corresponding Author: Email: sohailahmed0612@gmail.com

Content from this work is copyrighted by *JQSS* which permits restricted commercial use, research uses only, provided the original author and source are credited in the form of a proper scientific

مفسر علامہ جلال الدین سیوطی کے مختصر حالات زندگی

الحمد لله رب العلمين والصلاةُ والسلام على سيد الانبياء والمرسلين وعلى اله وصحبه أجمعين. أما بعد

بیشمار لوگ اس رنگ و بو کے فانی جہان میں آئے اور چلے گئے۔ زمانے کے لیل و نہار اپنی دھیمی اور پر فریب رفتار سے چلتے رہے اور آنے جانے والوں کا نظارہ کرتے رہے۔ چلے جانے والے افراد کا ذکر بھی ان کے وجود کی طرح مٹی میں مل گیا۔ لیکن بعض عظیم الشان اور رفیع الصفات ہستیاں ایسی بھی گزری ہیں جن کے وجود با سعود سے تو لوگ محروم ہو گئے۔ لیکن ان کے تذکرے کو لوگوں نے حرز جاں بنالیا۔ ان کا نہ صرف نام، بلکہ ان کا وہ عظیم المرتبت کام، جو انہوں نے اس جہان بے ثبات میں رہتے ہوئے، زمانے کے شدائد کو سہتے ہوئے اور انتھک محنت کرتے ہوئے، عرق ریزی اور جانفشانی سے کیا تھا، ابھی تک باقی ہے۔ اس کام نے نہ صرف ان کی شخصیت کو اجاگر و ممتاز کیا بلکہ دین اسلام کے مسائل پر پڑی ہوئی گرد و غبار کو ہٹا کر اسے شیشے کی طرح صاف شفاف بنا دیا اور یہی وہ لوگ تھے جن کے قول و فعل، تقویٰ و طہارت، عدل و انصاف اور علم و عمل سے متاثر ہو کر، ان لوگوں نے بھی نور ہدایت کی ضیا پاشیوں سے اپنی زندگیوں کو منور کیا، جو جہالت کی اتھاہ گہرائیوں میں سر تا پا غرق تھے۔

مت سہل ہمیں جانو! پھرتا ہے فلک برسوں

تب خاک کے پردے سے انسان نکلتا ہے

انہی برگزیدہ وستودہ صفات ہستیوں میں سے ایک ہستی علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ہے۔ آپ کی ذات بابرکات میں وہ تمام عالی صفات موجود تھیں جو ایک جلیل القدر عالم با عمل کیلئے مشعل راہ ہوا کرتی ہیں۔ ان کے حالات زندگی اختصار کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

نام ونسب

آپ کا نام نامی اسم گرامی ابو الفضل عبد الرحمن بن ابی بکر بن محمد جلال الدین السیوطی ہے۔ ۱

سیوطی کہنے کی وجہ تسمیہ

ابتداً آپ کا خاندان بغداد میں مقیم تھا، پھر تقریباً ۹ پشت قبل ہجرت کر کے مصر کے شہر "اسیوط" میں آکر آباد ہو گیا تھا، علاقے کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ کو سیوطی کہا جاتا ہے۔ ۲

ولادت باسعادت

آپ یکم رجب المرجب ۸۴۹ھ / ۱۳ اکتوبر ۱۴۴۵ء کو قاہرہ میں پیدا ہوئے، جہاں آپ کے والد محترم مدرسہ "الشیخونیہ" میں فقہ کے استاد تھے۔ ۳

بچپن اور زمانہ تعلیم کے حالات

آپ کے عہد طفولیت ہی میں جبکہ آپ کی عمر پانچ چھ برس تھی۔ آپ کے والد صاحب کا سایہ شفقت آپ کے سر سے اٹھ گیا تاہم آپ کے والد صاحب کے ایک صوفی دوست نے آپ کو اپنا متبنیٰ بنالیا تھا۔ آپ کا حافظہ غضب کا تھا۔ ابھی آپ بمشکل آٹھ سال ہی کے تھے کہ قرآن حکیم حفظ کرنے کے ساتھ ساتھ مختلف علوم کی متعدد کتب عمدۃ الاحکام، منہاج اور الفینہ وغیرہ بھی حفظ کر لیں۔ اور نامور اساتذہ و شیوخ کو سنا کر سند اجازت بھی حاصل کر لی، اس کے بعد مصر کے مشہور اساتذہ کرام و ماہرین فن کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرتے ہوئے آپ نے تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معانی، بیان، لغت اور طب وغیرہ علوم وفنون میں مہارت حاصل کی۔ ۴

درس وتدریس

آپ ۸۶۹ھ میں فریضہ حج کی ادائیگی کیلئے حجاز تشریف لے گئے۔ بعد ازاں قاہرہ واپس آنے پر پہلے قانونی مسائل میں مشیر کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ پھر آپ کو اپنے استاد امام بلقینی رحمۃ اللہ علیہ کی سفارش پر مدرسہ "الشیخونیہ" میں مدرسی کی وہی جگہ مل گئی جہاں اس سے قبل آپ کے والد مرحوم رحمۃ اللہ علیہ مسند تدریس پر فائز تھے۔ ۵

۸۹۱ھ میں آپ ایک بڑے مدرسہ البیبرسیہ میں منتقل ہو گئے لیکن رجب ۹۰۶ھ میں آپ کو اسی منصب سے علیحدہ کر دیا گیا۔ آپ مدرسہ چھوڑ کر جزیرہ نیل کے شہر الروضہ میں گوشہ نشینی کی زندگی گزارنے لگے۔ قریباً ۳ سال بعد مدرسہ البیبرسیہ میں آپ کے جانشین کا انتقال ہوا، تو دوبارہ آپ کو سابقہ مسند کی پیش کش کی گئی لیکن آپ نے اسے قبول نہ فرمایا۔٦

علامہ سیوطی کے ادبی مشاغل

ادبی مشاغل کا آغاز علامہ سیوطی نے قریباً سترہ سال کی کم عمری ہی میں کر دیا تھا۔ آپ نے علوم وفنون کے تمام شعبوں میں طبع آزمائی کی۔ آپ کی تصنیفات سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ آپ بڑے وسیع النظر اور جامع العلوم عالم تھے۔ آپ کی تصنیف کی نمایاں خصوصیت غیر معمولی ہمہ گیری وجامعیت ہے۔ ضخیم کتابوں کے علاوہ آپ نے چھوٹے بڑے بے شمار رسائل بھی لکھے چھوٹے رسائل میں سے اکثر کا موضوع احوال آخرت ہے، جو کہ آپ کی خداخوفی کی بین دلیل ہے مصنفات سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کی ایک طویل فہرست ہے۔ ایک قول کے مطابق آپ نے ۵٦۱ کتب تحریر فرمائیں۔ آپ کی بعض تصنیفات فی الواقع بڑی انمول ہیں، کیونکہ وہ بعض گمشدہ قدیم علمی کتب علوم و معارف کے قیمتی ذخائر اور امت مسلمہ کی کھوئی ہوئی متاع عزیز کی خالی جگہ پر کرتی ہیں۔۷

تصنیفات وخدمات

علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے امت اسلامیہ کے علمی خزانہ میں مختلف علوم وفنون، ادب وبلاغت، طب واصول طب، فقہ واصول فقہ پر گراں قدر تصانیف کا اضافہ فرمایا۔ خاص طور پر قرآن وحدیث کے حوالے سے آپ کی خدمات روزروشن کی طرح عیاں اور ناقابل فراموش ہیں۔ علامہ کی طبع شدہ تصانیف میں سے چند ایک کے اسماء بطور نمونہ کے پیش خدمت ہیں۔ (۱) الدر المنثور فی تفسیر الماثور (چھ جلدوں میں) (۲) لباب العقول فی اسباب النزول (۳) جلالین (دوسرے پندرہ پارے) (۴) مجمع البحرین ومطلع البدرین (۵) معترک الاقران فی اعجاز القرآن (٦) جامع المسانید (۷) الخصائص الکبریٰ (۸) شرح الصدور فی شرح حال الموتیٰ فی القبور (۹) البدور السافرہ فی امور الآخرہ (۱۰) النقابہ۔۸

وفات

بالآخر عالم اسلام کا یہ عظیم اور ہونہار سپوت ۱۸ جمادی الاولی ۹۱۱ھ / ۱۹ اکتوبر ۱۵۰۵ء میں داغ مفارقت دے کر دار فانی سے دار عقبی کی طرف کوچ کر گیا۔۹

تفسیر الاکلیل فی استنباط التنزیل کا ایک مختصر جائزہ

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا ایک مکمل اور بے شمار علوم پر مشتمل ایک کامل کتاب ہے جس میں کئی مضامین ہیں اور ہر مضمون کی رہنمائی اس کتاب ہی کے زریعہ کی جاتی ہے، اسی طرح علماء اور فقہاء کرام ہر مضمون پر مشتمل اپنی اپنی مضامین اور فن کا اظہار کرتے ہوئے مختلف تفاسیر تحریر کرتے ہیں، اسی طرح ان مضامین میں سے ایک مضمون کو احکام القرآن کہا اور سمجھا جاتا ہے جس کا مقصد قرآن مجید کے تشریح احکام فقہیہ کے انداز میں بیان کیا جاتا ہیں، ان تفاسیر میں سے جو احکام القرآن پر مشتمل ہو ان میں سے ایک تفسیر الاکلیل فی استنباط التنزیل ہے کہ جس میں مصنف نے انتہائی آسان انداز اپنا ہے اور یہ تفسیر مصنف نے اپنی مسلک یعنی امام شافعی رحمہ اللہ کے مسلک کے مطابق تحریر کیا ہے لیکن کبھی کبھی دیگر آئمہ کے مسالک کو بھی اختصار کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ اس تفسیر میں مصنف نہایت سادہ انداز میں کسے مسئلہ کے طرف اشارہ کرتا ہے مکمل تفصیل بیان نہیں کرتا، علاوہ ازایں یہ تفسیر تو احکام القران یعنی فقہی انداز پر مشتمل ہے لیکن کبھی کبھار اصلاح معاشرہ کیلئے بھی کسی آیت کو دلیل کے طور پر پیش کرتا ہے۔

1-وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ

اور اطاعت کرو "اولوالامر" کی

اسلام اپنے ماننے والوں کو جن بنیادوں پر اسلامی ریاست کی تعمیر کا حکم دیتا ہے اور جن بنیادی اُصولوں پر تمدن اور سیاسی نظام کی تشکیل کرتا ہے، نہایت اختصار اور ایجاز کے ساتھ ان بنیادی باتوں اور اساسی اصولوں کو اس آیت کریمہ میں ذکر فرما دیا گیا ہے۔ اسلام کے نزدیک سب سے اہم سوال جس کے حل پر انسان کی فلاح وبقاء کا

دارومدار ہے، وہ یہ ہے کہ انسان کی اطاعت کا اصل مرکز اور اقتدار کا اصل سرچشمہ کون ہے۔ یعنی وہ کون سی ذات یا وہ کون سی قوت ہے جس کی اطاعت کرنا اور احکام بجالانا انسانوں کے لیے ضروری ہے اور اسی بات پر انسانوں کی فلاح کا دارومدار ہے۔ اس لیے کہ یہ بات سمجھنا تو کوئی مشکل بات نہیں کہ انسان اجتماعیت چاہتا ہے۔ وہ جنگل کا باسی نہیں بلکہ آبادیوں میں رہنے والی مخلوق ہے۔ جس کی وجہ سے وہ اجتماعیت کے بغیر زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ ظاہر ہے کہ جہاں بھی اجتماعیت ہوگی، اس اجتماعیت میں رہنے والوں کے کچھ حقوق و فرائض بھی ہوں گے۔ ہر شخص کو اندازہ ہو کہ اس کے فرائض کیا ہیں اور اس کے حقوق کیا ہیں اور اس کے انفرادی اور اجتماعی حقوق کی حدود کیا ہیں۔ وہ انفرادی زندگی میں کہاں تک آگے بڑھ سکتا ہے، جس سے اجتماعیت مجروح نہ ہو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی اطاعت کے علاوہ مسلمان امراء اور حکام کی اطاعت کا بھی حکم دیا گیا۔ اس کی وجہ ظاہر ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ نے اس دار فانی میں زیادہ دیر اقامت گزیں نہیں ہونا تھا اور حضور ﷺ کے بعد امور مملکت کی ذمہ داری خلفاء اور امراء نے سنبھالنی تھی اس لئے ان کی اطاعت کرنے کے متعلق بھی تاکید فرمائی۔ لیکن اطاعت رسول ﷺ اور اطاعت امیر میں ایک بین فرق ہے۔ نبی معصوم ہوتا ہے۔ جملہ امور میں خصوصاً احکام شرعی کی تبلیغ میں اس سے خطا نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اس کی اطاعت کا جہاں حکم دیا غیر مشروط اطاعت کا حکم دیا۔ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ۔١٠

جو کچھ تمہیں رسول ﷺ دے وہ لے لو اور جس سے روکے رک جاؤ۔

رسول کا ہر حکم واجب التسلیم اور اٹل ہے اس میں کسی کو مجال قیل و قال نہیں۔ بر خلاف امیر کی کہ اس سے خطاء اور نافرمانی عین ممکن ہے۔

1. اولوالامر کا مفہوم

اولوالامر کا مفہوم حدیث کی روشنی میں

حدیث مبارکہ ہے کہ

عن ابن عباس رضي الله عنهما، اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولي الامر منكم ، قال:" نزلت في عبد الله بن حذافة بن قيس بن عدي، إذ بعثه النبي صلى الله عليه وسلم في سرية."١١

سیدنا عبداللہ بن عباس روایت کرتے ہیں کہ، آیت: (أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ) عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدیؓ کے بارے میں نازل ہوئی، اس وقت کہ جب ان کو رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر کے ساتھ بھیجا تھا۔

سیدنا علی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ بھیجا اور ایک انصاری شخص کو اس کا قائد مقرر فرمایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ ان کی اطاعت کریں، پھر امیر کسی وجہ سے لوگوں سے ناراض ہو گیا، تو اس نے کہا، کیا رسول اللہ ﷺ نے تمھیں میری اطاعت کا حکم نہیں دیا؟ لوگوں نے کہا، کیوں نہیں، اس نے کہا، تو پھر میں تمھیں حکم دیتا ہوں کہ تم لکڑیاں جمع کرو، انھیں آگ لگادو اور پھر ان میں کود پڑو۔ لوگوں نے لکڑیاں جمع کیں، انھیں آگ لگائی اور جب اس میں کودنے لگے تو ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے اور ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت آگ سے بچنے ہی کے لیے تو کی تھی، کیا پھر ہم (خود ہی) اس میں داخل ہو جائیں؟ وہ اس شش و پنج میں تھے کہ آگ ٹھنڈی ہو گئی اور امیر کا غصہ بھی جاتا رہا۔ پھر انھوں نے (واپس آکر) رسول اللہ ﷺ سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر تم آگ میں داخل ہو جاتے تو پھر اس سے کبھی نہ نکلتے، (یاد رکھو!) اطاعت صرف نیکی ہی کے امور میں ہے۔"١٢

اسی طرح روایت ہے کہ

عن ابن عباس في قوله : وأولي الأمر منكم يعني : أهل الفقه والدين، وأهل طاعة الله الذين يعلمون الناس معاني دينهم، ويأمرونهم بالمعروف، وينهونهم عن المنكر، فأوجب الله طاعتهم على العباد ١٣.

ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اس قول میں ہے: تم میں سے صاحب اختیار سے مراد ہے: اہل فقہ و مذہب اور اطاعت الٰہی کے وہ لوگ جو لوگوں کو ان کے دین کے معانی سکھاتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر ان کی اطاعت فرض کی ہے۔

ابن ابی حاتم روایت کرتے ہے کہ،

ابن أبي حاتم ، وابن عساكر ، عن عكرمة في قوله وأولي الأمر قال أبو بكر وعمر رضي الله عنهما ۔ ١٤

ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے عکرمہ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ اولوالامر سے مراد ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

اسی طرح عبد ابن حمید روایت کرتے ہے کہ،

عبد بن حميد عن الكلبي وأولي الأمر قال : أبو بكر وعمر وعثمان وعلي وابن مسعود۔١٥

عبد بن حمید نے کلبی کی روایت نقل کرتے ہیں کہ اولوالامر سے مراد ابو بکر و عمر عثمان اور علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم ہیں۔

اسی طرح ابن ابی حاتم روایت کرتے ہے کہ،

وابن أبي حاتم عن مجاهد : وأولي الأمر قال : هم الفقهاء والعلماء .١٦

ابن ابی حاتم نے مجاہد کی روایت نقل کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہاولو الامر سے مراد فقہاء اور علماء (محدثین) ہیں۔

دوسری روایت ہے کہ،

اولو الامر کا مفہوم بیان کرتے ہوئے ابو شیبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ،

اولو الامر سے مراد حکام ہے۔١٧

حدیث مبارکہ ہے کہ،

عن أبي هريرة قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أطاعني فقد أطاع الله، ومن أطاع أميري فقد أطاعني، ومن عصاني فقد عصى الله، ومن عصى أميري فقد عصاني۔ ١٨

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی، جس نے میرے حاکم کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی، جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے حاکم کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

اسی طرح حدیث مبارکہ ہے کہ،

عن ابن عباس في قوله : وأولي الأمر منكم يعني : أهل الفقه والدين، وأهل طاعة الله الذين يعلمون الناس معاني دينهم، ويأمرونهم بالمعروف، وينهونهم عن المنكر، فأوجب الله طاعتهم على العباد ١٩.

ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اس قول میں ہے: تم میں سے صاحب اختیار سے مراد ہے: اہل فقہ و مذہب اور اطاعت الٰہی کے وہ لوگ جو لوگوں کو ان کے دین کے معانی سکھاتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر ان کی اطاعت فرض کی ہے۔

دوسری روایت کے یہ الفاظ ہیں، فوجی دستوں کے سردار مراد ہیں۔ اولو الامر کا لفظ عام ہے اس میں بادشاہ بھی داخل ہیں اور شہروں کے حکام بھی اور جج مجسٹریٹ بھی اور فوجی دستوں اور لشکروں کے کمانڈر بھی۔

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ امام (حاکم) پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ کرے اور امانت کو ادا کرے، جب حاکم ایسا کرے تو رعیت پر لازم ہے کہ اس کی بات سنیں اور حکم مانیں۔٢٠

اس آیت میں اللہ نے رعایا کو اپنی، اپنے رسول اور حکام و امرا کی اطاعت کا حکم دیا ہے، الا یہ کہ حکام اللہ کی نافرمانی کا حکم دیں، تو ان کی بات نہیں مانی جائے گی۔ اس لیے کہ جہاں خالق کی نافرمانی ہو رہی ہو، وہاں مخلوق کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔ آگے فرمایا کہ کسی بھی مسئلہ میں ان کے درمیان اختلاف ہو تو اس کا فیصلہ قرآن و سنت کے مطابق ہونا چاہیے۔ اللہ اور آخرت پر ایمان کا یہی تقاضا ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی یہی عمل بہتر ہے۔

اسی طرح حدیث مبارکہ ہے کہ،

عن عبد الله رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال:" السمع والطاعة على المرء المسلم فيما احب وكره ما لم يؤمر بمعصية، فإذا امر بمعصية فلا سمع ولا طاعة."٢١

سیدنا عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: "ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ ہر کام میں، خواہ اسے پسند ہو یا ناپسند، سمع و طاعت بجالائے، بشرطیکہ اسے کسی معصیت کے کام کا حکم نہ دیا گیا ہو اور اگر اسے معصیت کے کام کا حکم دیا گیا ہو تو پھر اس میں سمع و طاعت نہیں ہے۔

اسی طرح حدیث مبارکہ ہے کہ،

سیدنا عبادہ بن صامت بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی کہ ہم خوشی و ناخوشی، تنگی و آسانی اور یہاں تک کہ اپنے اوپر ترجیح دیے جانے کی صورت میں بھی سمع و طاعت بجالائیں گے اور کسی حق والے سے حکومت کے لینے کے ضمن میں جھگڑا نہیں کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "سوائے اس کے کہ تم کھلم کھلا کفر دیکھو، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمھارے پاس کوئی دلیل موجود ہو۔" ٢٢

اسی طرح حدیث مبارکہ ہے کہ،

عن انس بن مالك رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:" اسمعوا واطيعوا، وإن استعمل عليكم عبد حبشي كان راسه زبيبة۔ ٢٣

سیدنا انس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سنو اور اطاعت بجالاؤ، خواہ تمھارا امیر کوئی ایسا حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو کہ جس کا سر منقے کے مشابہ ہو۔

اسی طرح حدیث مبارکہ ہے کہ،

ابا هريرة رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من اطاعني فقد اطاع الله، ومن عصاني فقد عصى الله، ومن اطاع اميري فقد اطاعني، ومن عصى اميري فقد عصاني٢٤

سیدنا ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے میری اطاعت کی تو تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی تو تحقیق اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی تو یقیناً اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی تو یقیناً اس نے میری نافرمانی کی۔

اسی طرح حدیث مبارکہ ہے کہ،

عن ابن عباس رضي الله عنهما، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال:" من راى من اميره شيئا يكرهه فليصبر عليه، فإنه من فارق الجماعة شبرا فمات إلا مات ميتة جاهلية."٢٥

سیدنا عبداللہ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کو امیر کی کوئی بات ناگوار گزرے تو اسے صبر کرنا چاہیے، کیونکہ جو شخص بالشت بھر بھی امیر (کی اطاعت) سے باہر ہو گیا اور اسی حالت پر فوت ہوا تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

اسی طرح حدیث مبارکہ ہے کہ،

حدثنا زيد بن وهب، سمعت عبد الله، قال: قال لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم:" إنكم سترون بعدي اثرة وامورا تنكرونها، قالوا: فما تامرنا يا رسول الله؟، قال: ادوا إليهم حقهم وسلوا الله حقكم"٢٦

سیدنا عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے بعد عنقریب تم دیکھو گے (کہ دوسروں کو تم پر) ترجیح دی جائے گی اور تم ایسی باتیں دیکھو گے جن کو تم برا سمجھو گے۔" صحابہ نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! تو آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "ان کا حق ان کو دو اور اپنا حق اللہ سے مانگو۔

اسی طرح حدیث مبارکہ ہے کہ،

عن ابی ہریرة قال قال رسول الله " من اطاعني فقد اطاع الله، ومن عصاني فقد عصى الله، ومن يطع الامير فقد اطاعني، ومن يعص الامير فقد عصاني وإنما الإمام جنة يقاتل من ورائه ويتقى به، فإن امر بتقوى الله وعدل، فإن له بذلك اجرا، وإن قال بغيره، فإن عليه منه۔۲۷

سیدنا ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "امام (رعایا کے لیے) ڈھال ہوتا ہے۔ اس کے پیچھے جنگ کی جاتی ہے اور اس کے ذریعہ سے (دشمن، انتشار، بدنظمی اور بداعمالی وغیرہ سے) بچا جاتا ہے، تو اگر وہ اللہ عزوجل کے تقویٰ کا حکم دے گا اور عدل کرے گا تو اس کو اس کا اجر ملے گا اور اگر وہ اس کے علاوہ کسی اور کام کا حکم دے گا تو اس کا وبال خود اسی پر ہو گا۔

اسی طرح حدیث مبارکہ ہے کہ،

سیدنا عوف بن مالک ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمھارے بہترین امیر وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں اور تم ان کے حق میں دعائیں کرتے ہو اور وہ تمھارے لیے دعائیں کرتے ہیں اور تمھارے بدترین امیر وہ ہیں جن سے تم دشمنی رکھتے ہو اور وہ تم سے دشمنی رکھتے ہیں اور تم ان پر لعنت کرتے ہو اور وہ تم پر لعنت کرتے ہیں۔ (راوی نے کہا) ہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! کیا ہم ایسے حکمرانوں کو تلوار کے ذریعہ سے ہٹانہ دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، جب تک کہ وہ تم میں اقامت صلاۃ کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں۔ نہیں، جب تک وہ تم میں اقامت صلاۃ کے فریضے پر کاربند رہیں۔ خبردار! جس شخص پر کوئی امیر بنایا گیا، اس نے امیر کو دیکھا کہ وہ کسی حد تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا مرتکب ہوتا ہے تو وہ اس کی نافرمانی کرنے کو کراہت سے دیکھے، لیکن اپنا ہاتھ اس کی اطاعت سے نہ کھینچے۔۲۸

اسی طرح حدیث مبارکہ ہے کہ،

ام حصین بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے خطبے میں ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "اگرچہ تم پر کوئی غلام ہی کیوں نہ امیر مقرر کر دیا گیا ہو، جو کتاب اللہ کے ساتھ تمھاری قیادت کرتا ہو تو تم اس کی بات سنو اور اطاعت بھی کرو۔" ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں: "خواہ وہ ہاتھ پاؤں کٹا ہوا حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔۲۹

اولوالامر کا مفہوم آئمہ مفسرین کی روشنی میں

اولوالامر کا مفہوم بیان کرتے ہوئے مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں کہ،

اولی الامر لغت میں ان لوگوں کو کہا جاتا ہے، جن کے ہاتھ میں کسی چیز کا نظام وانتظام ہو، اسی لئے حضرت ابن عباس، مجاہد اور حسن بصری ودیگر مفسرین قرآن نے اولی الامر کے مصداق علماء وفقہاء کو قرار دیا ہے کہ وہ رسول کریم ﷺ کے نائب ہیں اور نظام دین ان کے ہاتھ میں ہے۔ اور ایک جماعت مفسرین نے جن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں، فرمایا کہ اولی الامر سے مراد حکام اور امراء ہیں جن کے ہاتھ میں نظام حکومت ہے۔ اور تفسیر ابن کثیر اور تفسیر مظہری میں ہے کہ یہ لفظ دونوں طبقوں کو شامل ہے، یعنی علماء کو بھی اور حکام وامراء کو بھی، کیونکہ نظام امراء انہیں دونوں کے ساتھ وابستہ ہے۔۳۰

اسی طرح اولوالامر کا مفہوم بیان کرتے ہوئے مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

جو لوگ تم میں اہل حکومت ہیں، حکومت اور اختیار عام ہے کہ خواہ دنیا کے اعتبار سے ہو یا دین کے اعتبار سے، تدبیر ملکی اور حرب اور ضرب میں امراء وحکام کی اطاعت واجب ہے بشرطیکہ انکے حکام شریعت کے مطابق ہوں اور اگر امیر اور حاکم معصیت کا حکم دے تو پھر امیر اور حاکم کی اطاعت جائز نہیں۔۳۱

اولوالامر کا مفہوم بیان کرتے ہوئے میاں محمد جمیل لکھتے ہیں کہ،

اولوالامر سے مراد اسلامی معاشرے کے ارباب حل وعقد اور سربراہ کار کے ہیں۔ معاشرے کے حالات کے لحاظ سے اس کے مصداق ارباب علم وبصیرت بھی ہو سکتے ہیں اور ارباب اقتدار وسیاست بھی۔ جو لوگ بھی اس پوزیشن میں ہوں کہ عوام کی سربراہی کر سکیں وہ اس لفظ کے مصداق ہیں اگر خلیفہ موجود ہو تو وہ اور اس کے حکام اولوالامر ہیں اگر وہ موجود نہ ہو تو جماعت کے اندر جو معاملہ فہم اور صاحب بصیرت ہوں تو وہ اس سے مراد ہوں گے۔ ۳۲

اسی طرح اولوالامر کا مفہوم بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں کہ،

یہ آیت اسلام کے پورے مذہبی، تمدنی اور سیاسی نظام کی بنیاد اور اسلامی ریاست کے دستور کی اولین دفعہ ہے۔ اس میں حسب ذیل اصول مستقل طور پر قائم کر دیے گئے ہیں:

اسلامی نظام میں اصل مطاع اللہ تعالیٰ ہے۔ ایک مسلمان سب سے پہلے بندہ خدا ہے، باقی جو کچھ بھی ہے اس کے بعد ہے۔ مسلمان کی انفرادی زندگی، اور مسلمانوں کے اجتماعی نظام، دونوں کا مرکز و محور خدا کی فرمانبرداری اور وفاداری ہے۔ دوسری اطاعتیں اور وفاداریاں صرف اس صورت میں قبول کی جائیں گی کہ وہ خدا کی اطاعت اور وفاداری کی مدمقابل نہ ہوں بلکہ اس کے تحت اور اس کی تابع ہوں۔ ورنہ ہر وہ حلقہ اطاعت توڑ کر پھینک دیا جائے گا جو اس اصلی اور بنیادی اطاعت کا حریف ہو۔ ۳۳

اسلامی نظام کی دوسری بنیاد رسول کی اطاعت ہے۔ یہ کوئی مستقل بالذات اطاعت نہیں ہے بلکہ اطاعت خدا کی واحد عملی صورت ہے۔ رسول اس لیے مطاع ہے کہ وہی ایک مستند ذریعہ ہے جس سے ہم تک خدا کے احکام اور فرامین پہنچتے ہیں۔ ہم خدا کی اطاعت صرف اسی طریقہ سے کر سکتے ہیں کہ رسول کی اطاعت کریں۔ کوئی اطاعت خدا رسول کی سند کے بغیر معتبر نہیں ہے، اور رسول کی پیروی سے منہ موڑنا خدا کے خلاف بغاوت ہے۔ ۳۴

مذکورہ بالا دونوں اطاعتوں کے بعد اور ان کے ماتحت تیسری اطاعت جو اسلامی نظام میں مسلمانوں پر واجب ہے وہ ان "اولی الامر" کی اطاعت ہے جو خود مسلمانوں میں سے ہوں۔ "اولی الامر" کے مفہوم میں وہ سب لوگ شامل ہیں جو مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کے سربراہ کار ہوں، خواہ وہ ذہنی و فکری رہنمائی کرنے والے علماء ہوں، یا سیاسی رہنمائی کرنے والے لیڈر، یا ملکی انتظام کرنے والے حکام، یا عدالتی فیصلے کرنے والے جج، یا تمدنی و معاشرتی امور میں قبیلوں اور بستیوں اور محلوں کی سربراہی کرنے والے شیوخ اور سردار۔ غرض جو جس حیثیت سے بھی مسلمانوں کا صاحب امر ہے وہ اطاعت کا مستحق ہے، اور اس سے نزاع کر کے مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں خلل ڈالنا درست نہیں ہے۔ بشرطیکہ وہ خود مسلمانوں کے گروہ میں سے ہو، اور خدا اور رسول کا مطیع ہو۔ یہ دونوں شرطیں اس اطاعت کے لیے لازمی شرطیں ہیں۔

اسی طرح مفتی شفیع لکھتے ہے کہ، اولی الامر سے وہ حکام اور امراء مراد ہیں جن کے ہاتھ میں نظام حکومت ہے۔

اطاعت کی عملی صورتیں: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جس چیز کا صریح اور واضح حکم نازل فرما دیا اور اس میں مزید کسی تفصیل و تشریح کی ضرورت نہیں جیسے شرک و کفر کا انتہائی جرم ہونا۔ اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کرنا، قیامت اور آخرت پر یقین رکھنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اللہ تعالیٰ کا آخری رسول ماننا، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کو فرض سمجھنا وغیرہ۔ یہ سب راہ راست احکام ربانی ہیں۔ ان کی تعمیل اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ ۳۵

قرآن کریم نے بعض احکام کو مجمل طور پر بیان کیا ہے۔ ان کی تفصیل و تشریح آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنی احادیث کے ذریعہ فرمائی ہے۔ وہ بھی وحی ہی ہوتی ہے اس قسم کے احکام کی اطاعت بھی اگرچہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے مگر ظاہری اعتبار سے چونکہ یہ احکام صریح طور پر قرآن کریم میں نہیں ہیں بلکہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زبان مبارک سے امت کو پہنچے ہیں اس لئے ان کی اطاعت ظاہری اعتبار سے اطاعت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہلاتی ہے۔ ۳۶

بعض احکام نہ تو قرآن کریم میں صراحتاً مذکور ہیں اور نہ حدیث میں۔ یا احادیث میں ان کے متعلق متضاد روایات ملتی ہیں، علماء و مجتہدین، قرآن و سنت کی منصوصات اور نظائر میں غور و فکر کر کے ان کا حکم تلاش کرتے ہیں۔ حقیقت کے اعتبار سے تو ان احکام کی اطاعت بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے مگر ظاہری اعتبار سے یہ علماء کی طرف منسوب ہیں۔ ۳۷

خلاصہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت بغیر چوں چراں کے تمام امت مسلمہ پر فرض اور لازمی ہیں اسی طرح خلفاء راشدین کی اتباع اور اطاعت بھی واجب اور لازمی ہے انکے بعد اولوالامر سے مراد اگر حاکم ہو تو اگر انکے احکامات کو قرآن وسنت کے مطابق ہو تو انکی احکامات کی اطاعت کی جائیگی، اگر حاکم کی احکامات قرآن وسنت کے منافی ہو تو انکے اس احکامات کو رد کیا جائے گا۔ اور اگر اولوالامر سے مراد فقہاء یا علماء ہو تو انکے کسی مسئلہ پر اجماع اور متفقات کو لازمی سمجھی جائی گی، جس طرح ماخذ شریعت میں سے اجماع تیسرا رکن ہے تو گویا ان علماء اور فقہاء کی اجماع کیلئے قرآن سے یہ آیت دلیل سمجھی جائی گی۔ ان احکام میں سے بعض احکام ایسے بھی ہیں جن میں کتاب وسنت کی روسے کوئی پابندی عائد نہیں بلکہ ان پر عمل کرنے والوں کو اختیار ہے کہ جس طرح چاہیں کریں۔ انہیں کو شرعی اصطلاح میں مباحات کہتے ہیں۔ ایسے احکام میں عملی انتظام حکام اور امراء کے سپرد ہے۔ اس آیت میں اولوالامر کی اطاعت سے علماء اور حکام دونوں کی اطاعت مراد ہے۔ اس لئے فقہی تحقیقات میں فقہاء کی اطاعت اور انتظامی امور میں حکام وامراء کی اطاعت واجب ہے۔

حقیقت میں ان احکام کی اطاعت بھی اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت ہے مگر ظاہری اعتبار سے یہ احکام نہ قرآن کریم میں ہیں اور نہ سنت میں بلکہ علماء اور حکام کی طرف منسوب ہیں۔ اس لئے اس اطاعت کو اولوالامر کی اطاعت کہا گیا۔ جس طرح منصوصات قرآن میں، قرآن کی اتباع اور منصوصات رسول میں، رسول اللہ ﷺ کی اتباع لازم ہے، اسی طرح غیر منصوص فقہی چیزوں میں فقہا کی اور انتظامی امور میں حکام وامراء کی اتباع واجب ہے۔ اولوالامر کی اطاعت کا یہی مفہوم ہے۔

حوالہ جات

۱۔ گنگوہی، محمد حنیف، ظفر المحصلین فی احوال المصنفین، (دار اشاعت س ن کراچی):۴۴

۲۔ ایضاً

۳۔ حریری، غلام محمد، تاریخ تفسیر ومفسرین، (ملک سنز اینڈ پبلشرز، ۱۹۹۹ فیصل آباد):۲۲۹

۴۔ سیوطی، جلال الدین، عبد الرحمٰن، مقدمہ الاکلیل فی استنباط التنزیل (دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۱ء بیروت):۵

۵۔ سیوطی جلال الدین، آخرت کے عجیب وغریب حالات مترجم، عبد العظیم ترمذی، (بیت العلوم ۲۰۱۱ء لاہور)۳۴

۶۔ ایضاً

۷۔ حریری، غلام محمد، تاریخ تفسیر ومفسرین،:۲۳۰

۸۔ سیوطی، جلال الدین، عبد الرحمٰن، مقدمہ الاکلیل فی استنباط التنزیل:۶

۹۔ گنگوہی، محمد حنیف، ظفر المحصلین فی احوال المصنفین، (دار الاشاعت س ن کراچی):۴۶

۱۰۔ الحشر:۷

۱۱۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب (اطیعو اللہ واطیعو الرسول) ۴۵۸۴۔ مکتبۃ البشریٰ ۲۰۰۸،

۱۲۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب السمع والطاعۃ للإمام مالم تکن معصیۃ:۷۱۴۵۔

۱۳۔ سیوطی، جلال الدین، الدر المنثور في التفسير بالمأثور، (دار الفکر للنشر والتوزیع، ۲۰۱۱)، ۲:۵۷۳

۱۴۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب فِي مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رضی اللہ عنہما كِلَيْهِمَا حدیث نمبر:۳۶۶۲

۱۵۔ سیوطی، جلال الدین، الدر المنثور في التفسیر بالمأثور، ۲:۵۷۵

۱۶۔ ایضاً

۱۷۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، کِتَاب تَفْسِيرِ القُرْآنِ، بَابُ: {أُولِي الأَمْرِ مِنْكُمْ}: ۴۵۸۴

۱۸۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، کِتَاب الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَابُ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَاءِ الإِمَامِ وَيُتَّقَى بِهِ: ۲۹۵۷۔

۱۹۔ سیوطی، جلال الدین، الدر المنثور في التفسیر بالمأثور، ۴:۵۰۳

۲۰۔ القشیری، مسلم بن الحجاج، الصحیح لمسلم، کِتَاب الْإِمَارَةِ، باب وُجُوبِ طَاعَةِ الأُمَرَاءِ، (مکتبہ البشریٰ، کراچی ۲۰۰۸ء)، ۶:۴۷۴۶

۲۱۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، کتاب الأحکام، باب السمع والطاعة لِلإمام: ۷۱۴۴

۲۲۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، کتاب الفتن، باب قول النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سترون أموراً تنکرونها: ۷۰۵۵

۲۳۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، کتاب الأحکام، باب السمع والطاعة لِلإمام مالم تکن معصیة: ۷۱۴۲

۲۴۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، کتاب الأحکام، باب قول اللہ تعالیٰ (اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول): ۷۱۳۷

۲۵۔ القشیری، مسلم بن الحجاج، الصحیح لمسلم، کتاب الإمارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمین عند ظهور الفتن: ۱۸۴۹

۲۶۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، کتاب الفتن، باب قول النبی ﷺ سترون بعدی أموراً تنکرونها: ۷۰۵۲

۲۷۔ القشیری، مسلم بن الحجاج، الصحیح لمسلم، کتاب الإمارة، باب الإمام جنة: ۱۸۴۱

۲۸۔ القشیری، مسلم بن الحجاج، الصحیح لمسلم، کتاب الإمارة، باب خیار الأئمة وشرارهم: ۶۵، ۶۶/ ۱۸۵۵

۲۹۔ ایضاً، کتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء فی غیر معصیة: ۱۸۳۸

۳۰۔ مفتی، محمد شفیع، معارف القرآن، (مکتبہ معارف القرآن، اکتوبر ۲۰۱۳ء، کراچی) ۲:۴۵۰

۳۱۔ تھانوی، مولانا اشرف علی، تفسیر بیان القرآن (مکتبہ رحمانیہ، ۲۰۱۵ء، لاہور) ۱:۳۷۰

۳۲۔ میاں، محمد جمیل، فہم القرآن، (ابوہریرہ اکیڈمی، ۲۰۰۶ء لاہور) ۱:۲۰۷

۳۳۔ ڈاکٹر، اسرار احمد، تفہیم القرآن (ادارہ ترجمان القرآن، ۱۹۹۴ء، لاہور) ۱:۳۶۳

۳۴۔ ایضاً

۳۵۔ مفتی، محمد شفیع، معارف القرآن، (مکتبہ معارف القرآن، اکتوبر ۲۰۱۳ء، کراچی) ۲:۴۵۰

۳۶۔ ایضاً: ۴۵۱

۳۷۔ مفتی، محمد شفیع، معارف القرآن، ۲:۴۵۲